رجسٹرڈ نمبر ل ۱۹

قیمت سالانہ ؎

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۴ اگست ۱۹۱۶ء	نمبر ۳۴

گلدستۂ احباب

افسوس ہے کہ ... [illegible]

[illegible]

اس ہولناک جنگ میں جو تمام ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

تار برقیات

لندن ۲۱ اگست - ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ فرانسیسیوں کا اس بڑی آتش بیا جو سلونیکا کی بندرگاہ میں ۱۸ اگست کو واقعہ ہوئی کوئی نقصان نہیں ہوا۔

لندن ۲۱ اگست - سر ڈگلس ہیگ کا دوپہر کا کمیونک مظہر ہے کہ دشمن نے تیسری بڑی جدوجہد کی تاکہ ایلی کے جنوب مشرق کی جگہ کو ہم سے واپس لے مگر وہ لوگ پسپا کئے گئے اور ہمارے قبضہ میں سب جگہیں بدستور رہیں۔ ہم نے دشمن کی لائنوں پر سینٹ کوئنٹن شہر کی طرف ہوائی حملے بھی کئے۔ اور قیدی بھی گرفتار کئے ہم نے اپنی جگہ ایپرس میں رزنگار(؟) خرابی

لندن ۲۱ اگست - بے تار کا جرمن کمیونک مظہر ہے کہ ورڈن کے سامنے لڑائی شروع ہونے کے وقت فرانسیسیوں نے ٹاوپر قبضہ کر لیا جو میوز کے مشرق کی طرف ہے۔ اور اب ۱۲ میل کے محاذ پر سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

لندن اگست ۹ - ایک بے تار کا روسی افیشل کمیونک مظہر ہے کہ روکتا کی طرف جھیل ۔۔۔ کے جنوب مغرب اور گروزیکی کے جنوب کی طرف اور سلانیک کے ملک میں جرمن حملے پسپا کئے۔

لندن ۲۰ اگست - روسی اور رومانیہ محاذ پر حالت قابل اطمینان ہے ڈیوینا اور ہرمانیا کی طرف جرمن بہت ترقی نہیں کرتے لیکن روسی اور رومانی مولڈیویا میں سخت مقابلہ کرتے ہیں۔ آسٹرین اور جرمن ابھی روکتا میں سب پیر پھیلے ہیں۔ اور ٹرٹس گھاٹی کی طرف بہت ترقی نہیں کی ہے۔ جنوب کی طرف میرقد کے نواح میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

لندن ۲۰ اگست - اٹلی کی فوجوں نے کناسے کے ملک پر ایبانزو کی صبح حملہ کیا۔ جو صدیوں سے آسٹریا کے قبضہ میں تھا سخت گولہ باری کے بعد دشمن صبح کے وقت مزید کیا تک بڑھ گیا۔ ۲ کیلو میٹر کے محاذ پر سخت جنگ ہو رہی ہے۔

لندن ۲۰ اگست ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ کیمپوٹ کے شمال میں سخت گولہ باری ہوئی ہماری فوجوں نے آج صبح کو میوز کے دونوں کناروں پر حملہ کیا اور خاص زور لگائی۔ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نئی لڑائی ورڈم میں ہمارا فائدہ ہوا۔ ہماری ایوکورٹ جنگل سے پیڑان داکس کے شمال تک ۱۰ کیلو میٹر کے محاذ تک پھیلی ہوئی ہے۔ ہمارے سپاہیوں کی بہادری قابل تعریف ہے۔

لندن ۲۰ اگست - انگلین بے تار کا کمیونک مظہر ہے کہ اٹھرو کے شمال کی طرف ہم دشمن کے حملے پر کامیاب ہوئے۔ اور ہمارے ایسٹر رجمنٹیوں کا پل پار چلے گئے۔ اور سخت مقابلہ کرنے کے بعد ہم دشمن کی پہلی لائن تک پہنچ گئے۔ جرچیوا اور سسنہ کے درمیان ہمارے ۲۰۰ ہوائی جہاز دشمن کی محفوظ جگہوں پر گولہ بارے تھے۔ سخت لڑائی اور گولہ باری جاری ہے۔ دشمن کا نقصان بھاری ہوا۔ بہت سا سامان ہمارے ہاتھ آیا۔

جس میں توپیں اور مشین گنیں بھی ہیں۔ قیدیوں کا شمار ۰۰ ۷ ۲ ہے۔

لندن ۲۱ اگست ایک ایڈ اور ڈین سے مظہر ہے کہ سخت آتش باری اور گولہ ایسی اسٹیشنرد اور کارسو محاذ پر جاری رہی۔ گزشتہ مئی سے زیادہ ۱۵ میل کے محاذ پر لڑائی پھیل گئی ہے

لندن ۲۱ اگست - اٹلی کے ایک ہوائی جہاز نے جرمن کے ایک سب میرین پر بم گرائے اور بحر شمالی میں اسکو غرق کر دیا۔

لندن ۲۱ اگست - ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے کہ ورڈم کے شمال میں میوز کے دونوں طرف ۸ کیلو میٹر کے محاذ پر ہم نے دشمن کے حملے پسپا کئے۔

اور بائیں کنارے پر ہم نے ایوکورٹ جنگل اور مورٹ ہوم کی دونوں چوٹیاں کا ۔۔۔ کس اور کیورس جنگل لے لئے۔ اور دہنے کنارے پر ٹاو پہاڑی تھیومونٹ پہاڑی نمبر ۳۰۴ مورٹ فارم اور پہاڑی نمبر ۳۰۴ جو لور مونٹ کے شمال کی طرف ہے لے لئے۔ اور دہنی طرف ہم بائیں ڈس ناسس اور بوائس ڈی چوم تک آگے بڑھ گئے۔ اور ۱۰۰ ہم قیدی گرفتار کئے۔

جرمنوں نے ایوکورٹ جنگل اور مورٹ ہوم اور پہاڑی نمبر ۳۰۴ پر سخت حملے کئے۔ مگر ہماری سخت آتش باری نے ان کی کوششوں کو بے سود کر دیا۔ اور ان کا نقصان بھاری ہوا۔ ہوائی جہازوں نے بھی خوب حصہ لیا۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے دشمن کی ۔۔۔ مشینیں کو نیچے گرا دیا۔

لندن ۲۱ اگست - ایمسٹرڈم فرانسیر سے خبر آئی ہے کہ بہت سی فوجیں گلیشیا سے فلانڈرس کی طرف آ رہی ہیں۔



ایڈیٹوریل نوٹس

حیات تازہ

ہوسیع ۶ : ۲

تمام زندوں کا مالک اور خالق صرف خدا ہے۔ اُس نے ہی یہ عالم بنایا ہے۔ اور شروع دنیا سے جب سے کہ یہ دنیا عدم سے صفحۂ ہستی پر ظہور ہوئی۔ تمام زندوں کے دم یا سانس اُسی کے بخشے ہوئے ہیں تمام مخلوقات اور کائنات کی زندگی اُسی کی طرف سے عنایت ہوئی ہے حتیٰ کہ انسان کو بھی جو اُس کی تمام مخلوقات میں سے اول درجہ رکھتا ہے اُسی نے زندگی بخشی ہے۔ اگرچہ اب دو باتیں نظر آتی ہیں۔ یعنے زندگی اور اسکے برعکس موت جن کو دوسرے الفاظ میں حیات اور ممات بھی کہہ سکتے ہیں۔ اب نظر آتی ہیں لیکن انسان کی بے گناہی کی حالت میں صرف ایک ہی تھی۔ یعنے زندگی ہی فقط انسان کا حق تھی۔ اور موت کا نام و نشان اس کے لئے نہ تھا۔ لیکن گناہ کے سبب سے ایسا ہوا کہ حیات کو صدمہ پہنچا۔ اور اُس کے خلاف موت نے اپنا منہ پسارا اور گنہگاروں کو نگلنے لگی کیونکہ **گناہ کی مزدوری موت ہے**۔ جس طرح سے دنیا میں موت کا تسلط آگیا اور گناہ کے ساتھ ساتھ موت نے اپنا قبضہ سب پر کر لیا لیکن جس طرح سے موسم خزاں کے بعد موسم بہار آکر تمام کائنات میں نئی زندگی ڈال دیتی ہے۔ گویا نیچر کو نیا لباس پہنایا جاتا ہے۔ اسی طرح سے خداوند کریم نے موت کے سایہ تلے بیٹھے ہوئے گنہگار کو دوسری حیات تازہ دینے کا بھی بندوبست کیا ہوا تھا جس وقت انسان پر موت کا فتویٰ لگا ہوا تھا۔ اسی وقت یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ جس کے وسیلے سے یہ موت آئی ہے وہ کچلا جائیگا۔ اور اُس سے ایک زورآور آکر اُس کے سر کو کچلیگا۔ اگرچہ وہ اُس کی ایڑی کو کاٹیگا۔ مگر وہ مغلوب کیا جائیگا۔ اور حیات تازہ پھر آدم کو عنایت ہوگی۔

جیسا کہ وہ بھی اس بڑے کام کے واسطے دنیا میں آیا۔ خدا کے نبی اُس کی بابت موقعہ بموقعہ کی خبریں بنی آدم کو دیتے رہے۔ اور عین وقت پر وہ حیات کا مالک موت کو دور کرنے کے لئے آموجود ہوا۔ اور ضرور تھا کہ وہ شیطان کا مقابلہ کرے۔ اور اُس کو شکست دے۔ چنانچہ یہ کام اُس نے بڑی بہادری سے انجام دیا۔ حالانکہ بڑی بڑی آزمائشیں شیطان نے اُس کے سامنے رکھیں۔ اور اُس کو بھی دوسرے بنی آدم کی طرح اپنے دام فریب میں لینا چاہا۔ لیکن اُس نے شیطان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اُس کی آزمائش سے بچ نکلا۔ اور وہ اُس کے پاس سے بھاگ گیا۔ وہ فتحیاب ہوا۔

اس نجات دہندہ کو ضرور تھا کہ اپنی پاک اور بے داغ زندگی کا نقشہ بھی دنیا کے سامنے رکھتا۔ کیونکہ گناہ نے جہاں کہ خرابی اور بربادی کی تھی پاکیزگی راستی اور سچائی کا نمونہ باقی نہ رہا تھا اس لئے ضرور تھا کہ ایمانداروں کی عملی زندگی کے متعلق کوئی نمونہ ہو جس کی وہ پیروی کر سکیں۔ اس لئے اس نجات دہندہ نے اپنی زمینی زندگی میں ایک پاک نمونہ اپنے چال چلن کا دکھلایا۔ جو چاروں انجیل نویسوں نے قلمبند کیا ہے۔ اور انجیل مقدس میں موجود ہے۔

نہ صرف پاک نمونہ ہی اپنی زندگی میں پیش کیا بلکہ اپنی قدرت اور اختیار کے ایسے ایسے کام نمایاں کر کے لوگوں پر ثابت کیا کہ وہ آسمانی قدرت رکھنے والا بھی ہے جو یہ عجیب کام کر کے دکھلاتا ہے وہ نجات دینے پر بھی قادر ہے۔ اور فی الحقیقت دنیا کا نجات دینے والا وہی ہے۔ جو آدمزاد کے جسمانی امراض کو صرف ایک بات کہنے سے دور کرتا ہے۔ وہ اس کے روحانی مرضوں کا بھی معالج ہے۔

اور جب وہ یہ بھی کر چکا تو اُس نے موت کی تلخی کو بھی برداشت کیا اور صلیبی موت کو سہہ لیا مگر لیکن اُس نے موت کے بند کو کھول ڈالا۔ تو اُس کے سامنے بند نہیں رہ سکتی تھی۔ پر وہ کھل گئی۔ اور وہ نکلا اور تھوڑے عرصہ دنیا میں پھر زندہ صورت میں گزارا کرنے کے بعد آسمان پر صعود فرما گیا۔ جاتے وقت اپنے شاگردوں کو بشارت کی خدمت سونپی کہ وہ اس کی طرف سے نجات کی خبر کا اشتہار دیں۔ اور اُن پر روح بھی نازل فرمایا۔ اور آخری زمانہ میں دنیا کی عدالت کے لئے پھر آنے والا ہے۔

اب ہر ایک ایماندار کے لئے جو اس کو اپنا نجات دہندہ قبول کرے۔ حیات تازہ عنایت ہوتی ہے۔ اور وہ حیات تازہ روح القدس کے وسیلے اُس پر ایمان لانے والوں کو ملتی ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ہو کر وہ خدا کے حضور پہنچائے جاویں گے۔

خداوند یسوع مسیح نے اسی واسطے فرمایا کہ جب تک آدمی از سر نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔ حیات تازہ حاصل کرنا یا از سر نو پیدا ہونا یہ دونوں باتیں ایک ہی مطلب رکھتی ہیں۔ دونوں خدا کی طرف سے ہمیں بخشی

زندگی بھی خدا کی طرف سے تھی۔ اور اس کے بعد حیات ابدی بھی اسی کی طرف سے ملی۔ اور دونوں کا وسیلہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ہی تھا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ زندگی اس میں تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔ یوحنا ۱: ۴۔

غیرت کا رونا } پانی کی نہریں میری آنکھوں سے بہتی ہیں۔ اس لئے کہ لوگ تیری شریعت کو حفظ نہیں کرتے۔ زبور ۱۱۹: ۱۳۶۔

خدا کی شریعت کا مطالعہ کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے کیونکہ خدا خالق اور مالک ہے۔ اور جو انسان اس فرض سے بے پروا رہتا ہے۔ وہ اپنی ہلاکت کی راہ پر چلا جاتا ہے۔ اس دنیا میں بہت کم انسان اپنی عاقبت کا خیال کرتے اور اس کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی [illegible] روح کو دوزخ کا سزاوار بناتے ہیں۔ مرد خدا کا بندہ دن رات اس ہی فکر میں رہتا اور خدا کی مرضی کو ڈھونڈتا اور اس پر چلتا ہے۔ اور جب وہ خود اس کے حکم پر چلتا اور اس کی راہ پر قدم اٹھاتا چلا جاتا ہے تو دوسروں کو ایسا نہ کرتے ہوئے دیکھ کر غیرت میں آتا اور روتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنی روح کو ہلاک کرتے ہیں۔ داؤد دوسروں کے لئے غیرت کھا کر روتا تھا۔ اے خادمان دین! اے استاد صاحبان! اے مسیحی مناد صاحبو! کیا آپ کے ارد گرد ایسے بہت سے لوگ پائے نہیں جاتے جو خدا کی بشارت نجات کو نہیں سنتے اور قبول نہیں کرتے۔ کیا آپ لوگوں کو داؤد کی طرح غیرت کا رونا آتا ہے؟ کیا آپ ایسے غیرت کے خیال سے کسی وقت روتے ہو؟ سچ سچ بتلاؤ۔

دوسروں کی گمراہی اور نادانی دیکھ کر جس کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ اس کا دل بغیر روئے رہ نہیں سکتا۔ غیرت سے رونے کا سبق مندرجہ بالا آیت سے سب کو سیکھنا ضروری ہے۔ جبکہ لوگ نجات کی بڑی خوشخبری کو قبول نہیں کرتے۔ اور جبکہ ہمارے ملک کے لوگ بدستور سابق اپنے مجبور سے معبودوں کی پرستش کرتے چلے جاتے ہیں تو کیا ہم کو غیرت کے رونے سے پانی کی نہروں کی طرح آنسو بہانے نہیں چاہئیں؟ ایسا [illegible] ایمانداروں کا فرض ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم غفلت میں ہیں اور اپنے فرائض میں سست ہیں۔ اور روحوں کی فکر ہم کو نہیں ہے۔

پرانے خادموں کا ذکر خیر } ہمارے ملک سے خدا نے بہت سے ایسے دین دار دیسی مسیحی پیدا کئے ہیں جن کے ایمان درحقیقت قابل تقلید ہیں۔ جو اس کی کلیسیا کے لئے باعث فخر رہے ہیں۔ بعض کے نام ذیل میں ہیں۔ حضرت [illegible] صاحب دہلوی۔ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب۔ پادری عماد الدین صاحب۔ پادری ٹامس ٹاول صاحب۔ مسٹر اکبر مسیح صاحب۔ پادری [illegible] صاحب۔ مولوی صفدر علی صاحب۔ پادری رجب علی صاحب۔ پادری حسن علی صاحب۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب۔ پادری گولک ناتھ صاحب۔ پادری [illegible] صاحب۔ پادری کھڑک سنگھ صاحب۔ مسٹر [illegible] صاحب۔ تمام صاحبان بڑے مشہور خادم گزرے ہیں۔ جو ہماری کلیسیا کے گویا بڑے چمکیلے اور پر نور اور جلالی ستارے تھے۔ جنہوں نے اپنی اپنی ہمت کے زمانے میں اپنے جنس کا جلال اپنی قسم قسم کی خدمات کے ذریعہ سے دکھلایا۔ اور اب آسمانی آرام میں ہیں۔ اب آئیے ہم یہ سوچیں کہ اب بھی ایسے ہی بہت سے خادمان کی ضرورت ہے جن میں اسی طرح کی باتیں اور خصلتیں ہوں تاکہ آنے والی نسلوں کو بھی اس کی طرف کھینچنے کا وسیلہ بنیں۔ [illegible] دیکھئے یہ خدا کے بندے دنیا کا سفر پورا کر کے اپنے آرام میں داخل ہو گئے۔ پر افسوس کہ مسیحیان [illegible] خیال سے دیکھو۔ اور یہ سوچنا ضرور ہے کہ ایسے بزرگوں کی جگہ کسی قدر خالی کی خالی رہی ہے۔ ان کے بعد اب اس وقت ہمارے ملک میں ان صفات کے خادم کم پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہماری کلیسیا کے لئے بشارتی خدمت کا مبارک کام آگے کی نسبت زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا اپنے جلالی کام کے لئے مذکورہ بالا مرحوم خادمان کی جگہ شخصوں کو برپا کرے تاکہ کلیسیا کے آسمان پر تاریکی میں چمکنے والے ستارے جگہ جگہ نظر آئیں اور گناہ کی تاریکی معدوم ہو اور دنیا میں روشنی پھیلے۔ اے مسیحی نوجوانو! کیا آپ مسیح کے اچھے خادم بننے کی کوشش نہ کرو گے؟ اور ایسے بزرگوں کی خالی جگہوں کو پر نہ کرو گے؟ کیا کلیسیا اور اس کے [illegible] آنکھیں آپ کی طرف نہیں لگی ہوئی ہیں؟ اس وقت کو غنیمت سمجھو اور [illegible] اس بوجھ اور [illegible] کو اٹھاؤ۔ خدا ضرور آپ کی مدد کرے گا۔

جاپان میں مسیحی مذہب کی اصل } [illegible] جو جاپان میں [illegible] بت پرست [illegible] تھا اسکا جاپان کے زور سے سنہ ۱۸۵۴ء تک جاپان کے کنارے جا لگا۔ جب ہی سے یورپ اور امریکہ سے آنے جانے کا سلسلہ جاپان کے



سلطنت قایم ہوگئی۔ اس کے بعد ہی پادری اور مشنری لوگ جاپان میں گئے۔ اور اکثر جاپان کے باشندے مذہب عیسوی پر ایمان لے آئے اور کچھ عرصہ بعد کل عیسائی سلطنت سے باہر نکالے گئے۔ کیونکہ اس زمانہ میں غیر قوموں سے جاپان کو بڑی نفرت تھی۔ پر موجودہ گورنمنٹ کے زیر حفاظت ہر شخص کو پوری آزادی ہے کہ جو مذہب اس کو پسند ہو وہ اس کو اختیار کرے۔ اس لئے اب دوبارہ مسیحی مذہب نے جاپان میں اپنی جگہ حاصل کر لی ہے [illegible]ء میں پہلا شخص مسیحی ہوا تھا۔ اور [illegible]ء تک یہ تعداد دس سے زیادہ نہ بڑھی۔ مگر پچھلے چند سالوں میں مسیحی مذہب نے جاپان میں نمایاں ترقی کی ہے۔ اور اب اس کی پیروی کرنے والوں کی تعداد ہزاروں سے اوپر ہے۔

مسیحیوں میں اخبار خوانی کی عادت کم ہے

زمانہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے اور خاص کر علمی ترقی کی رفتار روز بروز بڑھ رہی ہے اور قسم قسم کے علمی رسالے و اخبارات نکل رہے ہیں۔ اور ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ لوگ اپنے اپنے مقصد کے موافق رسالے و اخبارات جاری کر رہے ہیں۔ اور اپنی قوموں کی ترقی کو مد نظر رکھتے ہوئے از حد کوشش کر رہے ہیں۔ پر بحد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مسیحی ایسی باتوں میں بہت کم انٹرسٹ لیتے ہیں۔ جو اخبارات و رسالے اب تک نکل چکے یا اب شائع ہو رہے ہیں۔ وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ بعض اخبارات اور رسالے تو مسیحیوں کی بے توجہی اور بے التفاتی کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں۔ اور جو اب در معرض وجود میں ہیں وہ بھی اب یہی شکایت کرتے ہیں کہ خریدار بہت کم ہیں۔ پر مسیحی اس طرف ایسی توجہ جیسا کہ چاہئے نہیں کرتے۔ اخبار دیکھنے کا بہت کم شوق مسیحیوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے جس کے سبب سے مسیحی ضرور زمانہ کی رفتار کے مقابلے میں بہت پیچھے رہ جاویں گے۔ جبکہ دیگر قومیں علمی ترقی اور تجربات میں اپ ٹو ڈیٹ ہو جائیں گے۔ اور مسیحی پیچھے رہ جاویں گے۔ تو آخر کار اپنی غلطی کو پہچانیں گے۔ پر اس وقت اور وہاں سے پیچھے رہنا پڑے گا۔ اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔ ہمارے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ قسم قسم کے علمی اور دینی اخبارات مسیحیوں کی طرف سے جاری ہوں۔ اور مسیحی اپنی خاص توجہ اس طرف مبذول کریں۔ ہندو اور مسلمان بہت سے روزانہ اخبار نکال رہے ہیں جن کی اشاعت خاطر خواہ ہے۔ پر ہمارے چند ایک ہفتہ وار اخبارات ۵ یا ۶ سو کی اشاعت سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہمارے مسیحیوں کو اخبار پڑھنے کا شوق نہیں ہے۔ اخبار بینی کا شوق ایک بڑا عمدہ شغل ہے۔ اور نہ صرف شغل بلکہ ترقی کے لئے ایک خاص وسیلہ ہے۔ ولایت میں صدہا ہزارہا اخبارات دن رات نکلتے ہیں جن کی اشاعت ہزاروں سے بڑھ کر ہے۔ اسی لئے وہ ملک نمایاں ترقی کی حد تک ان ملکوں کے لوگوں کی عادت اخبار کے پڑھنے کی ایسی ہے کہ جب تک ہر ایک کوئی نہ کوئی اخبار روزمرہ نہ پڑھ لے تو وہ چین نہیں پکڑتا۔ غرباء کی روزانہ زندگی میں اخبارات کا مطالعہ لازمی ہے۔ اسی وجہ سے گھر بیٹھے ان سے کل دنیا کا حال پوچھ لو اور یہاں ہمارے ملک کے اپنے ہی ملک کی خبر نہیں کہ کہیں کیا ہو رہا ہے۔

جرمن کی صلح دھوکہ ہے

جرمن کے بڑے بڑے جنگی اور فوجی افسر یہ تجویز کرتے ہیں کہ تمام دوسری قوموں کو جنگ کرتے کرتے بالکل تباہ کر دیں۔ اور سب کو کمزور کر کے دنیا میں جرمن طاقت کو سب سے اعلیٰ اور برتر بنا دیں۔ اور اس مطلب کو مد نظر رکھتے ہوئے جرمن نے [illegible] سرویا۔ ترکی رومانیہ اور یونان کو دبا اور تباہ کیا ہوا ہے اور ایشیا کو ایک دوسرے ایشیا پر قبضہ کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں۔ اور قیصر ولیم ویسا ہی اپنی عظمت جتلا رہے ہیں۔ جرمن دوسری قوموں کو امن امن صلح صلح کہہ کر کہ وہ امن و صلح چاہتے ہیں فریب دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ سارا صلح کی آواز سے جو ہے یہ محض خوف اور مایوسی کی ہے۔ جرمن کے جنگی افسر جانتے ہیں کہ اُن کی مالی حالت خطرناک ہے۔ اُن کی میدان جنگ کی حالت بھی بہت اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس جنگ میں اُن کے بھی بے حد آدمی کام آ چکے ہیں۔ اگر ایسے وقت میں صلح ہو جاوے تو اُن کے حق میں بہت مفید ہوگی۔ وہ اپنے ملک کے لوگوں کو خوش کر سکیں گے۔ لیکن تمام دوسری قوموں کے سر پر وہیں کی آفت بھی رہے گی۔ اُن کو ہمیشہ خبردار رہنا پڑے گا۔ اور آئندہ کی لڑائی کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ خصوصاً چھوٹی چھوٹی قومیں تو زیادہ خطرہ میں رہیں گی۔ اور ان کی حالت بے قیاس ہوگی۔ مثلاً سرویا۔ بلجیم۔ یونان۔ ترکی اور رومانیہ کی حالت بہت خوفناک رہے گی۔

ہم نہیں چاہتے کہ ابھی جرمن بالکل بچ جاویں۔ لیکن یہ ضرور چاہتے ہیں کہ اُن کے جنگی زہر کے جاویں۔ اور پست کئے جاویں۔ ان

تمام قومیں نے خواب ہوائی میں مصروف ہیں۔ سب سے بڑا نقصان اٹھایا ہے یا کیا یہ کہ جہازوں کا نقصان ہوا ہے یا تجارت یا بیوپار کا نقصان ہے یا مال نقصان ہے؟ نہیں یہ جانوں کا نقصان ہے جو ہر قوم کی ہستی کے لئے بیش قیمت ہیں۔ اور جب وہ ضایع ہو گئیں تو اُن کی ہستی ضرور خطرے میں ہوگی۔ اس خونریز جنگ میں اب تک ۷۰ لاکھ جانیں ضایع ہو چکی ہیں۔ سربیا کی کل آبادی ۴۵ لاکھ کی ہے۔ تعداد سربیوں کی آبادی جس کو فراموش لینا چاہتا ہے۔ ۷۰ لاکھ کی ہے۔ بلجیم کی آبادی اس تعداد سے کم ہے جو جنگ میں کام آ چکی ہے مقتولوں اور زخمیوں کا شمار اگر ٹھیک ٹھیک کیا جاوے تو برٹش کالونی اور آئرلینڈ سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایسے جنگ کو ہم کیا کہیں جس سے کہ اس جنگ میں ... قربانیاں ہو چکی ہیں کیا یہ سب قیمتی جانیں مفت میں ضایع ہوئی ہیں۔

صرف ایک طریقہ ہے کہ جس سے یہ جنگ لعنت کا سبب ہونے کی بجائے برکت کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کے وسیلے سے وہ نصیحتیں حاصل ہو سکتی ہیں جو خدا قوموں کو سکھانا چاہتا ہے۔ یہ دنیا ایک مدرسہ ہے جس میں سب کو کچھ نہ کچھ ترقی کرنا سیکھنا ہے۔ اور جنگ آخری امتحان دینا ہے۔ لیکن ہم سست اور بے وقوف اور سرکش ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہیے کہ آسمانی اُستاد سے سنا کریں اور جو کچھ وہ ہم کو سکھانا چاہتا ہے وہ سیکھنا چاہیے۔

اس جنگ سے وہ کون کون نصیحتیں کیا جو خدا قوموں کو سکھانا چاہتا ہے وہ ذیل میں ہیں:—

(۱) کہ یہ قومیں خدا اور مذہب کے بغیر غلطیوں میں گرفتار ہوں گی۔

(۲) انکو سیکھنا چاہئے کہ سچا مذہب کرنا ہے۔ انصاف کرنا۔ رحم کرنا۔ اور خدا کی نظروں میں خاکسار اور فروتن بننا۔

(۳) ان کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ تمام آدمیوں کا برابر کا حق ہے کہ ایک قوم دوسری قوموں کو ذلیل نہ کرے۔ اور صرف آپ کو دوسروں پر فوقیت نہ دے خواہ وہ زور و طاقت میں کتنی زیادہ کیوں نہ ہو۔

(۴) کہ صرف زور اور طاقت ہی ہے کہ جس سے کوئی قوم سرفراز ہو سکتی ہے۔ مگر یہ راستی ہے جو قوموں کو بزرگ بناتی ہے۔

(۵) کہ خدا مغروری سے نفرت کرتا ہے۔ اور انسانی طاقت اور حکمت اس کی مرضی پر فوقیت نہیں لے جا سکتی۔ خدا کا کلام ہم کو سکھاتا ہے کہ وہ حلیم کو سرفراز کریگا۔ پر مغرور کو خاک میں ملائیگا۔ اور تواریخ بھی اس کو سچا ثابت کرتی ہے۔ گذشتہ زمانوں میں تین بڑی حکومتوں نے دنیا کو اپنے قبضے میں لینا چاہا اور نیست و نابود ہو گئیں۔ یہ سچ ہے کہ جو تلوار چلاتے ہیں وہ تلوار سے مارے جائیں گے۔

(۶) جنگ کے موقوف ہونے کے بعد لازم ہے کہ تمام قومیں آپس کا اتحاد و میل قائم رکھیں۔ اور یقین جانیں کہ ان کے جھگڑے جنگ سے طے نہیں ہو سکتے بلکہ صلح و آشتی سے ہوں گے۔ اور جب ایک قوم دوسری قوم کو تکلیف دے تو دوسری قومیں بیچ میں آکر فیصلہ کر دیں گی۔ اور مظلوم کی مدد کریں گی۔

سب سے عمدہ سبق جو ہم اس جنگ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کوئی بڑا نتیجہ یا کوئی بڑی ترقی بغیر بڑی قربانی کے اس دنیا میں حاصل نہیں ہوتی۔ تواریخ گذرے زمانوں کی بھی ایسی ہی مثالیں پیش کرتی ہے۔ کسی کام میں اگر فرق ہوگی اور ترقی چاہو تو ضرور قربانی کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ حقیقت بھی ظاہر ہے کہ موت کے بغیر زندگی نہیں ملتی۔ اور بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ آزادگی انصاف اور برابری کے اصولوں کو قائم رکھنے کے لئے قیمتی جانوں کی قربانیوں کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ ......

...... اور ہر ایک بڑے اور عمدہ کام کے انجام دینے کے لئے آنسوؤں کے دریا بہانے پڑتے ہیں۔ بلکہ خون کے سمندر چلانے پڑتے ہیں۔ دین و مذہب کے لئے دیکھو دنیا میں کیسے بڑے بڑے کشت و خون ہوئے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ کہ خود اپنے لئے جینا انسانی زندگی ہے یا انسانیت ہے مگر دوسروں کے لئے جینا الٰہیات ہے کفارے کا اصول عام ہے۔ اپنے ملک اور وطن اور عزیزوں کے بچانے کے لئے آخر لوگوں کو اپنی قیمتی جانیں نثار کرنی پڑتی ہیں۔ اور اس گنہگار دنیا کے بچانے کے لئے خداوند یسوع مسیح نے اپنی جان دے دی بشمول کہاوت ہے۔

"صلیب کے بغیر تاج نہیں"

آتش زدہ لوگوں کی مدد کریں

انتیفنس، کیبینٹ کوشش کر رہی ہے کہ سپاریٹنیکا کے آتش زدہ لوگوں کی مدد کریں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو تہائی سپاریٹنیکا کی آبادی برباد ہو چکی ہے۔ ایک لاکھ آدمی بے گھر ہو گئے ہیں۔

مباحثۂ بمبئی

پیارے ناظرین پادری جوالا سنگھ صاحب نے جو مضمون تثلیث مقدس پر بیان کیا ہے وہ کچھ یہ ہے ناظرین کرتا ہوں کہ خدا کی ذات واحد میں تین اقنوم باپ۔ بیٹا روح القدس باوجود وہ تینوں کے خدا کی ذات واحد ہے۔ کیونکہ انجیل مقدس میں بہت سی ایسی آیات موجود ہیں جن میں تینوں اقنوم کی نسبت خطاب الٰہی، صفات الٰہی، افعال الٰہی، عبادت الٰہی منسوب کی گئی ہیں۔ یعنی ان چاروں باتوں کو مسیحی تینوں وجود میں امتیاز کرتے ہیں۔ کہ تینوں وجود میں مابہ الامتیاز ایک مابہ الامتیاز مانتے ہیں۔ اختر ایک واجب الوجود ہو سکتے ہیں مانتے ہیں۔ اور امتیاز مانتے ہیں ہر اقنوم کے وجود خاص ہیں۔ یعنی اصطلاح شرعی میں واجب الوجود کو بمقابلہ وجود مخلوقات کے خدا کہتے ہیں۔ گویا معرفت باری تعالےٰ کی دلیل ہو تثلیث فی التوحید۔ توحید فی التثلیث۔ اگر خدا کی ذات میں کثرت نہ ہو تو یہ عالم جو موجود و حقایق کثیرہ ہے۔ موجود نہیں ہو سکتا جب تک خدا کی ذات میں کثرت نہ ہو۔ دلیل دوئم۔ دوسری رابطہ حادث یا قدیم ثابت نہیں ہو سکتا۔ دلیل سوئم۔ تیسری خدا سمیع بصیر صفات کمال ثابت نہیں ہو سکتا۔ دلیل چہارم۔ چوتھی سلسلۂ عالم منتہی بفرد واحد حقیقی ثابت نہیں ہو سکتا لہذا توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کا اعتقاد حق ہو اور اس کے برعکس اعتقاد رکھنا باطل ہے۔ چونکہ چاروں امر خود ہی ہیں ثبوت خدا کے لئے۔ اگر کوئی بغیر اعتقاد تثلیث مقدس کے ثابت کر دے تو نہیں چاروں امر بغیر تو تثلیث کے اعتقاد کی ضرورت نہیں۔ مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ناظرین یہ مختصر پادری صاحب موصوف کی تقریر کا خلاصہ ہے۔

جس کے جواب میں منشی میر اسحاق صاحب (احمدی) نے جو کچھ تقریر کی وہ کچھ یہ ہے ناظرین سے حضرت پادری صاحب فرماتے ہیں ایسی بہت سی آیات انجیل میں موجود ہیں جن میں تینوں اقنوم کی نسبت خطاب الٰہی و صفات الٰہی وغیرہ موجود ہیں اس وجہ سے ہم ان کو خدا یا خدا کا اقنوم کہتے ہیں۔ پادری صاحب نے دعوے تو کیا۔ فرمایا۔ مگر آیت ایک بھی پیش نہیں فرمائی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مسیح میں قدرت قادریت ہرگز نہیں تھی جیسا کہ انجیل میں موجود ہے۔ دیکھو متی باب ۲۰ ور ۲۰ اگر مسیح میں داہنے بائیں بٹھانے کی قدرت ہوتی تو انکار کرنا کیا معنی۔ دوئم اگر مسیح خدا کا اقنوم ثانی ہے تو جب اقنوم ثانی دنیا میں آیا تو تثلیث قائم نہیں رہ سکتی میں ایک مثال دیتا ہوں کہ جیسا کہ میرے پاس تین کتابیں موجود ہیں اگر ان میں سے ایک علیحدہ کر لیا جاوے تو تین نہیں رہ سکتیں اسی صورت سے تثلیث بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ چونکہ تثلیث کے معنی تین ہیں۔ جب ان میں سے ایک علیحدہ کر لو تو تین نہیں رہتے۔ بلکہ دو رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح (۱) ایک مثال آپ نے اور بھی پیش کی ہے جن کا بیان کرنا محض طوالت ہے۔ پادری صاحب میرے مکرم دوست ہیں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کیا وجہ کہ آپ نے اس قدر دور دراز کا سفر کیا۔ اور رستہ کی تکلیفوں کو بھی برداشت کیا۔ مگر پھر بھی آپ نے وہی باتیں پیش کیں جو ایک معمولی شخص بیان کرتا ہے۔ میں خیال کرتا تھا کہ وہ رو سے منطق یا فلسفہ کے دلائل ذکر کریں گے مگر جناب تو تثلیث مقدس کو سمجھتے تک نہیں کیونکہ آپ کی تقریر سے صاف عیاں ہے کہ آپ وجود مسیح کو اقنوم ثانی خیال کئے بیٹھے ہیں۔ مگر جناب یہ مسیحی عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ باقی تقریر آپ کی الوہیت مسیح پر ہے جو مسئلہ دیگر ہے اور بحث سے بھی خلاف ہے۔ لہذا آپ مسئلہ تثلیث پر ہی گفتگو کیجئے جو زیر بحث ہے۔

میر اسحاق صاحب (احمدی) حضرات پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ میری تقریر کو سمجھے نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آپ خود تجاہل عارفانہ فرماتے ہیں کہ جب مسیح کی الوہیت قائم نہیں ہی تو الوہیت کب قائم رہ سکتی ہے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تثلیث کے معنی تین کے ہیں جب تین میں سے ایک علیحدہ ہو جاوے تو کون عقلمند کہہ سکتا ہے کہ پھر باقی تین رہے۔ دوئم وہ صفتیں مسیح میں موجود نہیں جو ذات باری تعالےٰ میں ہونی چاہئیں لہذا اس وجہ سے وہ اقنوم ثانی بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ پہلے آپ مسیح میں وہ صفتیں قائم کیجئے جو ذات باری تعالیٰ میں موجود ہیں۔

پادری صاحب۔ میرے مکرم دوست۔ افسوس اس مرتبہ بھی آپ نے اُن چاروں دلیل کی طرف کچھ توجہ نہیں فرمائی جو ثبوت مسئلہ تثلیث کے واسطے ضروری کہی گئیں۔ یا تو آپ اُن کو تسلیم کیجئے یا اُن کی تردید کرنے سے بطلان بیان کیجئے۔

پریزیڈنٹ صاحب۔ چونکہ جو وقت بحث مقرر تھا وہ ختم ہو گیا لہذا جلسہ بھی ختم ہونا ضروری ہے۔ وہ جلسہ ختم ہو گیا۔ اگر عام کی رائے فی الحقیقت اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو جماعت احمدیہ پادری صاحب کی دلیلوں کو جو کہ انہوں نے قائم کی تھیں۔ اُن کو قطع نظر کر کر۔ اور [illegible] ہونے کی امید ہے۔ مسیحی (احمدیوں کی وہ [illegible] کی ہو کہ اپنے اخباروں میں [illegible]

اُٹھایا کرتے تھے۔ مکرم ہم نے پادری صاحب ممدوح کا شکریہ
کرتے ہیں ہم اُن کو مبارکباد دیتے ہیں کہ سب لوگ جو زبان اُن کی
اہل بمبئی پر روشن ہو گئیں مگر شکر ہے اور مکرم
نے پادری صاحب کی تقریر سنکر کہا کہ پادری
صاحب کی دلیل کو سمجھنا ہی اُن کے لئے بجھواد
ہے قطع کرکے آخر کا جو اعتراض دیا اُن کا مباحثہ سے
بھاگ جانے کے پیش نظر سیحیوں کی دعا اور تمنا
ہے۔ فی الحقیقت پادری صاحب کی جیسے تعریف
سنا کرتے تھے اُس سے بڑھ کر پایا۔ خداوند مسیح
زیادہ اُن کے علم میں قوت عنایت فرماوے۔

دعا کرتے ہیں کہ خداوند ہی ہم کو دکھاوے
مکرم مولوی عبدالحق صاحب کا مناظرہ جو شہر بمبئی
میں ہوا اور اُن کے متعلق جیسا کہ مخالفین اپنے
اخبارات میں درج کرتے ہیں وہ بھی بمبئی پر روشن ہو
جاوے آمین ثم آمین۔

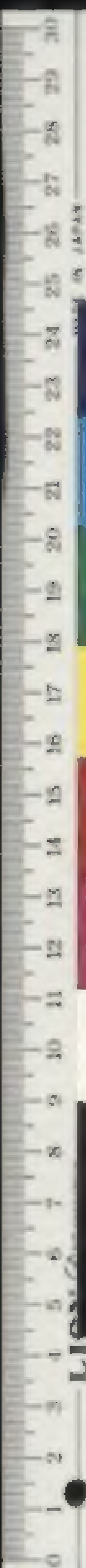
قمرالدین نومرید از بمبئی۔

رحمدلی کا نتیجہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسکندریہ کا ایک مسیحی
جو قدیم زمانے میں ہوا ہے خداوند مسیح کی بشارت
سنانے ملک سوڈان میں جو کہ مصر کے جنوب میں
واقع ہے اور جس میں حبشی رہتے ہیں گیا۔ کچھ عرصہ
وہاں کام کیا۔ اور بہت سے حبشی مسیح پر ایمان لائے
جب کام ختم ہو چکا تو اپنے وطن پھرا۔ ایک اونٹ
پر سوار تھا۔ کئی ہفتوں کا کھانا اپنی ساتھ باندھ لیا
جب کئی دن سفر کرتا رہا تو اتفاق سے اس
اونٹ کو ایک خاص قسم کی صحرائی بیماری لگ گئی۔
اور وہ اس سے مر گیا۔ بیچارے مسیحی پر سخت
مصیبت آئی بیچ صحرا کے اکیلا پڑا ہے۔ نہ کوئی

اُس بے چارہ پیاس سے بیتاب ہو کر سوچنے لگا کہ کس طرح اِس
صحرا سے جس کا خاتمہ نظر میں بھی نہیں آتا نکل جاؤں
دل میں سو طرح کے خیالات گزرتے تھے۔ مگر
میں ایک خیال آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ جب کوئی
چارہ نہ دیکھا تو جتنا کھانا پانی اُٹھا سکتا تھا لے کر
پیدل روانہ ہو گیا۔ چار دن سفر کیا۔ اِس اثناء
میں جو زاد راہ ساتھ لیا تھا ختم ہو گیا۔ اب
بھوک اور پیاس نے ستایا حلق خشک ہو گیا۔
زبان پر پپڑی جم گئی بھوک کے مارے پیٹ کمر
سے جا لگا۔ ایک حسرت بھری نظر چاروں طرف ماری
گرد اسے تپتی ریت کے سوا اور کچھ دکھائی
نہ دیا۔ کل صحرا خاموش تھا۔ پرندہ کوئی پرندہ تک
پھڑکتا ہوا دکھائی دیا۔ اور بس ہو کر وہیں بیٹھ
گیا۔ قریب کوئی جھاڑی یا درخت بھی نظر آیا کہ جس
کے سایہ تلے آرام سے تو مرے۔ کئی گھنٹے اسی
حالت میں گزر گئے۔ پیاس سے اور دکھ دیا بیچارہ
لیٹ گیا اور اپنے مرنے کی تیاری کرنے لگا۔ پھر
دعا مانگی کہ اے میرے خداوند اپنے بندوں کو جو کہ
ہم حبشیوں کی مانند ہیں تبدیل کر اور ہر طرح کی روحانی
دقتوں اور تکلیفوں میں مدد دے اسی طرح محبت اور
پیار سے رکھیو اور مجھے سب سے بیاری تو اب تو پیاس اسے
ستانا۔ یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔
نہیں معلوم کتنی مدت تک اسی طرح بے ہوش
رہا۔ لیکن جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو پایا سر
ایک سوداگر بزرگ کی گود میں پایا جو ایک پیالے
سے اُس کے منہ میں پانی ڈال رہا تھا۔ بزرگ نے
مسیحی کو ہوش میں دیکھ کر بے اختیار ہاتھ شکریے
میں اُٹھائے۔ جب اس میں جان آگئی تو مسیحی نے
اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں
بزرگ نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں اور آپ

جو میرے ہمراہ سینکڑوں اونٹ دیکھ رہے ہیں یہ
سب سوداگری کے مال سے لدے ہوئے ہیں۔
مذہب میرا اسلام ہے۔ مسکن میرا وطن بغداد ہے
کہ اس دو ملکوں میں پھر سوداگر نے اس کے بارے
میں پوچھا اُس نے دینی احکام و روایت کہہ سنائی۔
جب سوداگر کو معلوم ہوا کہ یہ مسیحی ہے تو نفرت ظاہر کی۔
اپنے دین کی باتیں سمجھاتا۔ دو روز اونٹوں پر چڑھا
ہوگئے سوداگر نے مسیحی کو اپنے اونٹ پر بٹھایا رستے
میں مسیحی نے اُسے بشارت دی۔ اُس نے اس
کی تمام باتیں کان لگا کر سنیں اور انہیں دل میں رکھا
الغرض وہ لوگ کچھ دنوں کے بعد سکندریہ
صحیح و سالم پہنچ گئے مسیحی نے اپنے محسن سے رخصت
چاہی اور بیچ گھر خدا کا شکر کرتا ہوا چلا گیا۔ سوداگر
ہمیشہ مسیح پر سوچا کرتا اور مسیحی کی باتوں کو یاد رکھتا
تھا۔ قریب تین سال کے بعد ایسا واقع ہوا کہ سوداگر
کے بیٹے کے مکان میں آگ لگ گئی۔ تمام گھر شعلوں
سے بھڑک اُٹھا۔ سوداگر خود تو باہر نکل گیا۔ لیکن جب
پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لڑکا اندر ہی رہ گیا۔
وہ لڑکا اوپر چڑھنے لگا کیونکہ لڑکا دوسری منزل پر
تھا۔ لیکن لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا اب میاں
لڑکے کے بچاؤ کی اب کوئی صورت نہیں ناحق
اپنی بھی جان برباد نہ کرو بلکہ صبر کرو اور خدا پر
بھروسہ رکھو۔ مگر اُسے صبر کہاں۔ بیچارے کا ایک
تو سے دیکھے گھر کا ایک چراغ تھا۔ وہ بھی گل ہوا چاہتا
تھا۔ چلا چلا کر روتا اور کہتا تھا کہ جو میرے لڑکے
کو بچا نکالے میں اسے اپنی آدھی دولت اور کچھ تو
زیادہ دونگا۔ بیشک بہت لوگوں نے چڑھنے کی
کوشش کی مگر شعلوں نے بھڑک بھڑک کر سب
کا منہ پھیر دیا جب سب مایوس ہوگئے اور لڑکے
کے بچاؤ کی کوئی امید نہ رہی تو ایک آدمی بھیڑ کو



جہاز کو غرق کر دینا تھا۔ وہ ہوا آئی اور جہاز کو جیسے جا
بیٹھے ہوئے سوداگر کے [illegible] اوپر چڑھ گیا۔ آگ کے شعلے
سے اس کا منہ جھلس گیا۔ بال جل گئے مگر وہ بت
کا [illegible] اندر داخل ہو گیا۔ لوگ نیچے کھڑے تھے یہ
آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ وہ شخص ایک کھڑکی سے
جھانکتا دکھائی دیا۔ بغل میں ایک چھوٹا سا معصوم بچہ
تھا۔ لوگوں نے دوڑ کر اس کھڑکی میں سیڑھی لگا
دی۔ اس نے سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اس مکان
کی چھت جس میں وہ ابھی کھڑا تھا جلکر دھم سے نیچے
گر پڑی۔ سوداگر اور وہ بال بال بچ گئے۔ القصہ اس نے
لڑکے کی جان بچائی اور اسے اس کے باپ کے
حوالے کیا۔ سوداگر جب پیچھے کو پلٹا گیا پھر اس کی
جان بچانے والے کے قدموں میں گر پڑا۔ جب سوداگر
کے ہوش ٹھکانے لگے تو اپنے محسن کو غور سے دیکھا
کچھ دیر دیکھنے کے بعد وہ اسے چھاتی سے لگا لیا۔
یہ وہی مسیحی تھا جب [illegible] سوداگر نے
اپنے دوسرے گھر لے گیا اور وہاں جاکر اسے اپنی آدھی
جائیداد دینے لگا۔ مسیحی نے اس کی دولت لینے سے انکار
کیا۔ القصہ میرے دوست سوداگر نے یہ سبق لے لیا اور اپنا
آپ اسے غضب سے بچ گیا۔ یہ ایک پیالہ پانی تھا۔
جس نے مسیحی کو [illegible] دینے پہ مجبور کیا۔ عزیزو آپ کو اس
قصے سے پانی کی قدر و قیمت ضرور معلوم ہو گئی ہو گی۔ اور
یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ کسی پیاسے کو پانی پلا دینے کا
کتنا بڑا اجر ہے۔ سوداگر نے مسیحی کو ایک پیالہ پانی پلایا
اور دیکھو کہ اس کی جان آسمانی غضب سے بچ
گئی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اجر ہو سکتا ہے خدا کی
نظروں میں یہ کام بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اسی
واسطے اس کا صلہ بھی معمولی نہیں۔ انسان دو
چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ جس طرح
جسم کو خوراک اور پانی کی حاجت ہے روح کو بھی ایسی
ہی ضرورت ہے جیسی [illegible] خدا کا کلام مقدس اس کا
کھانا اور پانی ہے۔ جو کوئی کسی پیاسے کو ایک پیالہ پانی پلاتا ہے
کیا کتنا بڑا اجر ہے تو روح کی پیاس بجھانیوالا کتنا زیادہ
ہو گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کام کی انجام دہی
ہیں۔ بیشک ان کا اجر بہت بڑا ہے۔ [illegible] راقم [illegible]

بانس کی حکایت

ایک تمثیل

گزشتہ سے پیوستہ

(۱۳) پھر مالک کا چہرہ اور بھی ملائم ہو گیا۔ لیکن اس نے تیز کلہاڑی کو لیا۔ اور [illegible] چوٹ لگا کر اس خوبصورت درخت کو زمین پر گرا دیا۔ درخت نے زمین پر [illegible] نہ کی بلکہ ہر ایک چوٹ کو سہہ لیا۔ اور نرمی سے کہا میرے مالک جیسی تیری مرضی۔ مالک اپنی کلہاڑی کو لیکر [illegible] اور چوٹ لگانا جاری رکھا۔ تاوقتیکہ اس کا سر جدا ہو گیا۔ اور اس درخت کی شان و شوکت اور اس کی شاخوں کی خوشنمائی ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔ اب درخت بے شک ننگا اور بدزیب ہو گیا۔ لیکن اس کے مالک کے چہرے کی محبت پہلے سے اور بھی گہری ہو گئی۔ جبکہ اس نے اس درخت کے باقیماندہ حصے کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اس کے امید ساتھیوں کے درمیان سے اٹھا کر دور دریا کے پرے لے گیا۔

(۱۴) لیکن درخت اپنے مالک کی محبت کے سبب سب باتوں میں رضامند رہا اور دھیمی آواز میں کہتا گیا "میرے مالک جہاں تو چاہے"۔

(۱۵) اور ویران اور اجاڑ جگہ میں پہنچ کر مالک ٹھہر گیا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ میں ایک تیز نوک دار چاقو لیا اور اس وقت اس نے عین درخت کے دل میں چبھو دیا۔ اور وہ اپنے اندر کی جنس پانی کے لئے نالی بنا رہا تھا۔ اور درخت کے چھیدے ہوئے دل ہی کے ذریعہ سے پانی بغیر کسی روک ٹوک کے پیاسی زمین میں بہ سکتا تھا۔

(۱۶) اب بھی درخت نے شکر کیا۔ بلکہ ابھی تک اپنے ٹوٹے ہوئے دل سے لگاتار یہ کہتا جاتا تھا "میرے مالک تیری مرضی پوری ہو"۔

(۱۷) پس مالک اپنی دلی محبت اور چہرہ کی نرمی سے لگاتار چیرتا گیا اور چھوٹوں کو کاٹ نہ رکھا۔

اور تیز [illegible] اپنا کام مضبوطی کے ساتھ کیا جب تک کہ ہر ایک جوڑ [illegible] کاٹ نہ دیا۔ درخت کا دل کھوکھلا چھید گیا تب مالک کا دل تسلی پذیر ہوا۔

(۱۸) تب مالک نے پھر اسکو لیا اور بڑی نرمی کیساتھ [illegible] شروع کیا۔ [illegible] ابھی تک پرے طور سے درخت میں قائم تھی۔ ایک چشمہ زندگی کے پانی کا [illegible] شگاف اور [illegible] تھا وہاں اس نے اس کا ایک سرا زندگی بخش پانی میں [illegible] زندہ پانی کی ندی درخت کے دل سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام رستے [illegible] سخت زخموں سے بنایا گیا تھا۔ بہنے لگی۔ [illegible] کے شور کے پانی کی دھار بنجر کی طرف [illegible] اور لگاتار کبھی نہ رکنے والی [illegible] ہوئی۔ مالک ہنسا اور نہایت ہی خوش ہوا۔

(۱۹) تب مالک پھر واپس گیا "تاکہ اور درختوں کو بھی لا دے۔ بعض [illegible] اور تکلیف سے [illegible]

سیجے ہے۔ مگر بعضوں نے اپنے آپ کو اپنی رضامندی سے اپنے مالک کے حوالے کیا۔ یہ کہہ کر ہمارے مالک ہم تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو کچھ تیری مرضی ہے ہمارے ساتھ کر۔ تب وہ ایک ایک کر کے اسی دردناک طریقہ سے لایا اور ان کے سروں کو اڑا دیا اور ہر ایک درخت ٹھیک طریقہ سے لگایا گیا۔ زندگی بخش پانی کی نہر کا تازہ اور صاف چشمہ سے درختوں کے زخمی دلوں میں سے ہو کر بہنے لگی۔ قطعاً نہیں اور نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار وہ خشک زمین تک پہنچ چکی اور تھکے ماندے آدمی اور عورتیں اور چھوٹے بچے جو کہ مدت سے پیاسے تھے آئے اور پیا اور فوراً اس خوشخبری کو دوسروں تک پہنچایا۔ کہ زندگی بخش پانی بہتا ہے جس سے مدتوں کا قحط جاتا رہا ہے۔ آؤ اور پیو۔ اور وے سب آئے اور پیا اور از سر نو زندہ ہو گئے اور مالک نے دیکھا اور اس کا دل نہایت ہی شادماں ہوا۔

(۲) تب مالک پیارے درخت کی طرف آیا اور بڑے پیار اور محبت سے اس نے اس کو پوچھا میرے درخت کیا تو تنہائی اور تکلیف کے سبب سے رنجیدہ تو نہیں ہے جو کیا جو بہت ہی قیمتی نہ تھا۔ اچھا زندگی کا پانی نکلا جو کہ تمام دنیا کو دیا گیا؟

درخت نے جواب دیا۔ میرے مالک نہیں ہرگز نہیں۔ اگر میں ہزار برس بھی زندہ رہتا تو میں کس طرح نجات کی خبر دے سکتا۔ جو کہ میں آج جانتا ہوں کہ میں نے تجھ کو خوش کرنے میں مدد دی ہے۔

(مترجم) جے عنایت اللہ۔ پنڈ دادنخاں

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے

مغربی تبت میں موریوین مشن

یہ مشن جان ہس کی روحانی تحریک سے قائم ہوئی جو حق کی گواہی دینے کی وجہ سے زندہ آگ میں جلایا گیا تھا۔ یہ سوسائٹی ۱۷۳۲ء میں کونٹ زنزن ڈارف کی کوشش سے بوہیمیا میں ہرنگٹ ہاؤٹ کے نام سے قائم ہوئی۔ ان کے مشنری خود انکاری و جانفشانی کے لئے دنیا میں مشہور ہیں۔ یہ مشنری خصوصاً ان جگہوں میں کام کرتے ہیں جہاں کسی مشن نے کام نہیں کیا۔ مثلاً گرینلینڈ الاسکا کا جنوبی امریکہ۔ افریقہ۔ یروشلم۔ مغربی تبت وغیرہ۔ ہندوستان میں تین مشنری پادری رے ڈی ہیو۔ پاگیل۔ اور [illegible] صاحبان ۱۸۵۳ء میں وارد ہوئے اور ۱۸۵۶ء میں کیلانگ علاقہ لاہول میں کام شروع کیا۔ جہاں پر جنگل تھا [illegible] ہیں اور مشنری پادری کونک صاحب ہیں یہ جگہ بہت سرد ہے۔ اکثر [illegible] بہت پڑتی ہے۔ ایسی کہ راستے بند ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے گھر میں چھت پر سے ہو کے جانا پڑتا ہے۔ اگر وہ منزلہ دو منزلہ نہ ہو تو برف میں چھپ جاتا ہے۔ ان دنوں میں یہاں کام کرنا بڑا مشکل ہے۔ ناممکن ہے۔ چنانچہ ایک روز شام کے وقت مس [illegible] سنگھ کو ایک شخص نے رات کے لئے اپنے گھر ٹھہرایا اور رات کو ایسی برف پڑی کہ ہفتہ بھر وہ بند رہا اور مس [illegible] بھی تین دن باہر نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں خدمت کے لئے ہندوستان میں چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ برف کی وجہ سے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ ان مضمون [illegible] کی خدمت میں میری عرض ہے کہ اگر فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل میں مسیح کی محبت ہے اور روحوں کے لئے فکر ہے تو ان تجربوں میں آ کر خدمت کریں شہروں میں خدمت کرنا آسان بات ہے اور کرنے والے بھی بہت ہیں۔ اور آپ لوگوں کے لئے جو انڈیا میں اس طرف آ کر خدمت کرنا [illegible] کی نسبت زیادہ آسان ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہندوستان میں رہ کر بالکل کام ہی نہ کریں لیکن یہ کہ گرمی کے موسم میں جبکہ [illegible] جاتی ہے۔ یہاں آ کر جانفشانی کریں۔

اور ۱۸۶۵ء میں دوسرا مشن پوہ میں کھولا گیا جو دریائے ستلج پر شملہ سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ تبت خاص کا علاقہ یہاں سے صرف دس میل پر شروع ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی قریباً ۴۰ تبتی مسیحیوں کی جماعت ہے۔ اور چند طالبعلم بھی ہیں۔ یہاں پر مسٹر فیجل صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ نے اٹھارہ برس تک خدمت کی اور ۱۸۸۳ء میں بیمار ہو کر تین روز کے اندر دونوں میاں بیوی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ لیکن ان کی خدمت کا پھل قائم ہے۔ آجکل یہاں پر پادری [illegible] صاحب اور پادری [illegible] صاحب خدمت کرتے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں ایک تیسرا مشن [illegible] میں کھولا گیا جہاں مسٹر [illegible] اور ڈاکٹر [illegible] صاحبان [illegible] ہو کر منتقل کر گئے۔ یہاں آجکل قریباً ۹۰ مسیحی موجود ہیں۔ علاوہ اس کے [illegible] وغیرہ دیہات میں بھی چند مسیحی گھرانے ہیں۔ کل تبت خورد میں تقریباً ۱۹۵ مسیحی ہیں۔ اور کام خاطر خواہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۱۲ء میں موریوین مشن کے

بشپ پی۔ او۔ ٹروپ صاحب نے اس طرف دورہ کیا اور یہاں کی چھوٹی کلیسیا کو دیکھکر بہت خوش ہوئے افسوس اسی بات کا ہے کہ مشنری صاحبان کو خاص تبت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہندوستانیوں کے لئے کسی قدر راستہ کھلتا جاتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال اسسٹنٹ کمشنر صاحب ضلع شملہ نے مجھ کو خط لکھا کہ تم کو وہاں جانے کے لئے ممانعت نہیں ہے۔ لہذا اس دفعہ میں اور سوامی سندر سنگھ جی دور تک تبت میں جائے سنا ہے کی جس کا ذکر بعد ازاں کیا جائیگا۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ اس ملک کیلئے دعا کریں اور یہ کوشش کریں کہ سنگھ اور سوامی جی کی طرح بے غرضانہ و بیدارانہ خدمت کرنے والے روح سے معمور شخص بھیجے جائیں۔ تب امید ہے کہ بہت سی روحیں بچائی جاویں گی۔ آجکل بڑے بڑے لاما لوگوں میں بھی عجیب تحریک پیدا ہو رہی ہے۔ مثلاً مغربی تبت کا سب سے بڑا لاما ہمچینگ۔ رنپا عیسائیوں کا دوست بن گیا ہے ڈاکٹر ہیوبر صاحب نے اُن کے ایک شاگرد لاما کا علاج کیا تو اس نے خوش ہو کر مشن کے کام کے لئے پانچ سو روپیہ دیا۔ وہاں لاما کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا ایک شخص بھیجا گیا کہ کل مندروں کی مرمت کے لئے چندہ جمع کرے وہ پھرتا ہوا ہو کی طرف بھی آنکلا اور یہاں سے تبتی زبان کی کئی ایک انجیلیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور وعدہ کیا کہ تبت میں لے جا کر ان کو اپنے دوستوں میں تقسیم کرونگا۔ عجیب طور سے خدا کے کلام کا بیج اس ملک میں بویا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے مہربان ناظرین بذریعہ دعا اس بڑی اہمیت میں مددویں گے۔ والسلام۔

المرقوم۔ خادم۔ ٹی۔ این۔ علی۔

(پو سرحد تبت)

گناہ کی مزدوری موت

از قلم میر کریم الدین برقؔ مجیٹھا ضلع امرتسر

بڑھ جاتے ہیں جیکہ گناہ و دلِ بد
دنیا میں آتیں آتیں ہیں ٹوٹکر سر پہ
کال سو با۔ دکھ اور بیماری
پریشان کریں ہیکو دکھائیں آنکھ
ہلاکت موت اور گھبراہٹ بھی ہو
محسوس کرے یکساں جنکو ہر جاندار
مگر انسان نہ کرے پرواہ انکی
پہلے سے بھی بڑھ جائیں نیکے شرار
غضب و قہر کو ہو حرکت مگر نہ کرے یہ
کچھ بھی خوف خدا انجام یا دِ پندار۔
آہ یہ تو اپنی ہی مزدوری کا پھل
مگر ہم ہیں کہ پھر بھی سرکش و بیکار۔
برقؔ یہ ہو سلامتی کہ کرو دور انکی
گناہ کو چھوڑ کہ یار نہ ہو مرتے پہ فنید

آل انڈیا سنڈے سکول یونین کا امتحان

یہ امتحان ۸ ستمبر ۱۹۱۷ء کو ہوگا۔ سوالات کے کاغذات تیار رہیں۔ درخواستیں فوراً پادری آر جیس صاحب جبلپور سی۔ پی بھیجنی چاہئیں۔ جواب کے لئے ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔ داخلے کی فیس پیشگی بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ بعد ازاں پرچوں کے وی پی کے ذریعہ سے یہ وصول ہو سکے گی۔ دیر کرنے سے گڑبڑ ہی ہو جاتی ہے۔ اس لئے انکے فوراً درخواستیں بھیجنا ضروری ہے۔ المشتہر

پادری آر جیس جنرل سکرٹری آل انڈیا ایس ایس یو جبلپور سی پی۔ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۱۷ء

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ [illegible]ء

تسلی بخش انتظام و کھانا [illegible]

حرفتی کا سکھانا بھی [illegible] جسمانی و اخلاقی [illegible] اور دینی تعلیم کے [illegible] ابتدائی تعلیم [illegible] [illegible] سے [illegible] ریورنڈ [illegible] صاحب [illegible] [illegible] تعلیم و تربیت کا انتظام [illegible] [illegible] [illegible] سکول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پرنسپل صاحب سکول سے دریافت کیجئے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول [illegible] مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر [illegible] فضا و صحت [illegible] واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع [illegible] بورڈنگ ہوس اور [illegible] [illegible] لڑکوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] سکول کے [illegible] صاحبان [illegible] اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول [illegible] مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے [illegible] داخل ہونے والے [illegible] [illegible] ہیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹرہ مسز محمد اسمٰعیل صاحبہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] منیجر [illegible] پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب لودیانہ۔

مخزن مسیحی

یہ [illegible] [illegible] [illegible] انگریزی [illegible] الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں [illegible] [illegible] سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ [illegible] [illegible] [illegible]

ہندوستان و پنجاب سے [illegible] [illegible] [illegible]

غیر ممالک سے [illegible] [illegible] [illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا دسواں حصہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک دفعہ کے [illegible] سطر [illegible] روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ: [illegible] [illegible] تحریروں کے [illegible] [illegible]

تمام ضروریات زندگی [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پشاوری [illegible] [illegible] زعفران [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سامان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ۔

جگر انس عرق عنبر مرکب

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ وغیرہ

المشتہر۔ مہر جگوان پنساری شہر راولپنڈی

اشتہار برائے اراضی و مکان

لاہور کے قریب [illegible] کے ریلوے اسٹیشن پر جدید آبادی و تجارت کی منڈی کے عین مرکز میں ایک احاطہ اراضی تعدادی [illegible] فٹ لمبا اور [illegible] فٹ چوڑا جس پر ایک مکان کچا پکا انگریزی وضع کا بنا ہوا ہے۔ از راہ فروخت کے لئے موجود ہے۔ زمین احاطہ کی چونکہ سرکار [illegible] [illegible] مجھے ملکیت ملی ہے۔ اس لئے مکان کے خریدار کو احاطہ کی زمین مفت ہوگی۔ اور دیگر امور کے لئے مشتہر سے خط و کتابت کیجاوے۔

المشتہر ڈاکٹر آر۔ بی۔ ابراہیم [illegible]
کوٹ رادھاکشن ضلع لاہور۔

نورافشاں کی ترقی [illegible] [illegible] کیجئے۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مہتمم نورافشاں کیلئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام [illegible] چھپا۔